السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومقتیان شرع متین اس شخص کے باب میں جوکہ حرف ضاد کو جس جگہ پر کہ قرآن مجید میں آتا ہے مشابہ ظاء کے پڑھتا ہے کہ جس کو ذواد بولتے ہیں اورض مماثل دال کے پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حرف بے اصل وبے ثبات ہے اور محض مہمل ہے اوراس کے وجود کا کسی جاکتب فقہ وتصریف وتجوید کہ جن کا اسباب میں اعتبار ہے پتہ ونشان نہیں ہے پس جب کہ کتب معتبرہ ومستندہ میں حرف دواد کا ذکر ونقل نہیں ہے تو معلوم ہواکہ معدوم ہے اوراس کے پڑھنے سے نماز میں خلل آتا ہے اس لیے کہ عدم نقل مستلزم نقل عدم ہے چنانچہ نمونہ ازخردارے عبارات کتب نقل کی جاتی ہیں، بنظر صدق وانصاف دورازاعتساف ملاحظہ کرنا چاہیے اول کتاب رعایۃ تصنیف امام محمد مکی میں مذکور ہے :

"والصاد لا تفترق عن الظاء إلا باختلاف المخرج وزیادۃ الاستطالۃ في الصاد "

ضاد نہیں الگ ہوتا ہے ظا سے مگر بسبب جدا ہونے مخرج کے اورزیادہ ہونے درازی کے بیچ ضاد کے اوردوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے :

ضاد ایسا حرف ہے کہ مشابہ ہے بولنا اس کا ساتھ بولنے ظاء کے اورذال کے پس چاہیے کہ نگاہ رکھی جائے باریکی ذال کی پس اگر داخل ہوگئی اس میں پُری تو پہنچا دے گی وہ پُر پڑھنے کو تو ہوجاوے گا ذال اس وقت ظایا ضاد کیونکہ ضاد بہن ظاء کی ہے ۔ مخرج میں اورکہا امام رازی نے تفسیر کبیر میں :

"أنہ حصل في الصاد انبساط لأجل رخاوتہا وبہذا السبب یقترب مخرجہ من مخرج الظاء "

تحقیق آگیا ہے ضاد میں پھیلاؤ بسبب نرم ہوتے اس کے کے اوراسی لیے قریب ہے مخرج اس کا ساتھ مخرج ظاء کے اورشرح قصیدہ (؟) میں ہے ۔

بے شک ظا شریک ہے ضاد کا تمام صفتوں میں سوا درازی کے پس اسی واسطے سخت مشابہت ہے ظاء کو ساتھ ضاد کے اورمشکل ہے جدائی درمیان ان دونوں کے اورمحتاج ہے پڑھنے والا اس باب میں طرف محنت اورمشقت کے بسبب ملاؤ کے درمیان مخرجوں ان دونوں کے اورکتاب تمہید میں ہے :

"فلولا الاستطالۃ واختلاف المخرجین لکانت ظا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

پس اگر نہ ہوتی درازی اورجدائی مخرجوں کی تو ہوجاتی ضاد ظاء پس مثال اس شخص کی کہ کرتا ہے ضاد کو ظاء مثل اس کے ہے کہ کرتا ہے اوربدلتا ہے سین کو صاد کے ساتھ اورتفسیر عزیزی میں مذکور ہے بدانکہ فرق درمیان ضاد وظار بسیار مشکل است ۔

ترجمہ ۔ فرق کرن ضاد اورظاء میں بہت مشکل ہے اوراسی طرح ہے جہد المقل محمد مرعشی اورجعیری اورخزانۃ الروایات اورشاطبی اورکتب ورسالجات صرف وقراءت کے باب مخارج میں ۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے ۔ بخوف طوالت انہیں پر اکتفا کیا گیا ۔ منصف کے واسطے یہی کیا کم ہے ۔ اب علمائے حقانی وفضلائے ربانی کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر یہ شخص غلطی اورضلالت پر ہے تو اس کی دلیل بیان کریں اوردلائل وبراہین مذکورہ سے جواب شانی دیویں صرف رسم آباؤاجداد پر اکتفا نہ فرمادیں ۔ اوراگر سائل بصواب ہے تو تسلیم فرمادیں اوراس کی حقیقت تحریر فرماکر مواہیر سے مزین ومشرف فرماویں تاکہ عوام خلجان میں نہ پڑیں ۔ واللہ الہادی ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(جواب ازمولوی عبدالحئی صاحب حنفی) حرف ضاد مشابہ ہے حرف ظاء کے ساتھ اگر مخرج خاص سے اس کا استخراج نہ ہو تو مشابہ ظ یا ذ کے اگر پڑھے گا نماز درست ہوگی اورمشابہ دال کے پڑھنے سے نماز میں خلل ہوگا ۔ خلاصۃ الفتاوی میں ہے :

"إذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی إن أمکن الفصل بینہما بلا مشقۃ تفسد، وإلا یمکن إلا بمشقۃ کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المہملتین والطاء مع التاء قال أکثرہم لا تفسد "

اوربزازیہ میں ہے :

"أو المغضوب بالظاء، أو الضالین بالدال أو الظاء، قیل لا تفسد؛ لعموم البلوی "

(حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحئی تجاوزاللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔)

اگر پڑھا ایک حرف کو جگہ دوسرے حرف کے اوربدل گئے معنے پس اگر ممکن ہو جدائی جیسا کہ طاء جگہ صاد کے تو فاسد ہوجاوے گی نماز اس کی اوراگر نہیں ہوسکتی جدائی مگر ساتھ محنت کے جیسا ظاء ساتھ ضاد کے اورساتھ تار کے اور

صاد ساتھ سین کے اکثر تو اس بات پر ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر پڑھے غیر المغضوب ساتھ ذال کے یا ظاء کے تو نہیں فاسد ہوتی ہے نماز اس کی واسطے عام ہونے بلوی کے اور بہت سے مشائخ نے اس پر فتوی دیا ہے۔
(ابوالحسنات محمد عبدالحئی حنفی لکھنوی)

(جواب از مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب)

الجواب۔ واضح ہو کہ شخص مذکور حق پر ہے اور جو تحریر اس کی تائید میں لکھی گئی ہے وہ درست ہے اور قابل عمل۔ اور تنقیح اس امر کی یہ ہے کہ ظاء معجمہ پڑھنے سے ضاد معجمہ کی جگہ بدون تعمد کے بقصد ادائے ضاد معجمہ کے باوجود تغیر معنے کے اکثر مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔ اور بہت مشائخ نے اس بات پر فتوی دیا ہے کذا فی العتابیہ والبزازیہ والعالمگیریہ والنقشبندیہ وھو اعدل الاقاویل وھو المختار کذا فی خزانۃ الاکمل والحلیۃ ووجیز الکردی والعتابیہ والعالمگیریہ۔

اور بعض کے نزدیک درصورت تغیر معنی کے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ قول اول قول متاخرین کا ہے اور قول دوم قول متقدمین کا ہے۔ شامی وغیرہ نے اگرچہ قول متقدمین کو احوط کہا ہے اور قول متاخرین کا جو اکثر مشائخ کا قول ہے مفتی بہ ہے اور قول متقدمین پر فتوے نہیں ہے باقی دال مہملہ پڑھنے سے ضاد معجمہ کی جگہ بر تقدیر تغیر معنی کے باتفاق متقدمین ومتاخرین نماز فاسد ہونا چاہے کہ درمیان دال مہملہ وضاد معجمہ کے تمیز تعسر نہیں ہے اور درمیان ان کے تشابہ صوت نہیں ہے جیسے طاء مہملہ پڑھنے سے صاد مہملہ کی جگہ درصورت تغیر معنی بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ کذا فی النہر وقاضی خان والعالمگیریہ وشرح المنیۃ والدر المختار اور جیسے پڑھنے ضاد معجمہ سے مخرج طاء مہملہ سے نماز فاسد ہوجاتی ہے چنانچہ سر عشی نے رسالہ ضاد میں لکھا ہے۔ من تلفظ من مخرج الطاء المھملۃ تفسد صلوتہ بلاشبھہ اذلا اشتباہ بینھما ولایصح المعنی حینئذ۔ اور شاید عموم بلوے اس میں بسبب عدم تشابہ اور عدم تعسر تمیز کے معتبر نہ ہو۔ مگر ممکن ہے کہ جہالت اس میں عذر ہو لیکن یہ عذر بعد علم کے مرتفع ہے۔ (حررہ السید شریف حسین الدہلوی عفی عنہ)

سید شریف حسین۔ سید محمد نزیر حسین۔ محمد عبدالحمید۔ سید احمد حسن۔ تلطف حسین۔

1۔ اگر کوئی آدمی ضاد کو طاء کے مخرج سے پڑھے گا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی کیونکہ ان دونوں حرفوں میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ اور معنی بھی اس صورت میں صحیح نہیں رہتے۔

2۔ اگر ان میں بغیر کسی مشقت کے امتیاز ہوسکتا ہو تو نماز باطل ہوجائے گی جیسے صالحات کی جگہ کوی طالحات پڑھے اور اگر بآسانی امتیاز نہ ہوسکتا ہو۔ مثلاً ظاء اور ضاد۔ سین اور ص۔ تا ر اور طاء تو اکثر کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوگی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

جلد: 2، کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ: صفحہ: 37

محدث فتویٰ